107819

RS: 3/-

ہفت روزہ

الجمعیۃ

نئی دہلی

جلد ۵۲ شمارہ ۳۶، ۱۳ تا ۱۹ ستمبر ۲۰۰۲ء، ۲۷ جمادی الآخر تا ۴ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ

گجرات میں بی جے پی کی گورو رتھ یاترا

گجرات کو ایک بار پھر فرقہ واریت کے حوالے کردینے کی سازش!

ریاست میں ابھی دونوں فرقوں کے درمیان بداعتمادی کی فضا باقی ہے۔ اندر ہی اندر چنگاریاں سلگ رہی ہیں اور کوئی ہلکی سی ہوا بھی ان چنگاریوں کو شعلۂ جوالہ بنا سکتی ہے...

محمد سالم جامعی

گزشتہ ماہ وزیر اعظم مسٹر اٹل بہاری واجپئی کی مداخلت اور ان کے اظہار ناراضگی کے بعد نریندر مودی اور ریاستی بی جے پی نے اپنی مجوزہ "گورو رتھ یاترا" کو منسوخ کروادیا تھا کیونکہ الیکشن کمیشن نے گجرات میں اسمبلی انتخابات کیلئے ماحول ناسازگار ہونے اور اسمبلی انتخابات کے دسمبر تک التوا کا اعلان کیا تو بی جے پی کو ایک بار پھر غصے سے باہر آگئی ہے۔ اب نہ صرف نریندر مودی اور ریاستی بی جے پی ۸ ستمبر ۲۰۰۲ء سے اس گورو رتھ یاترا کو نکالنے کا پروگرام بنا چکے ہیں بلکہ مرکزی حکومت اور بی جے پی اعلیٰ کمان نے بھی اس کے لیے مودی کو ہری جھنڈی دکھادی ہے۔ بی جے پی کے نئے صدر مسٹر وینکیا نائیڈو نے تو یہاں تک بھی اعلان کردیا ہے کہ ۸ ستمبر کو وہ اس رتھ یاترا کو ہری جھنڈی دکھائیں گے۔

گورو رتھ یاترا کا مقصد کیا ہے اس کا اندازہ خود مسٹر مودی کے ان بیانات سے لگایا جاسکتا ہے جو انھوں نے اس یاترا کی تیاری کے سلسلے میں مختلف مقامات پر دیے ہیں۔ مہسانہ میں جو گجرات کا سرحدی ضلع ہے اور جو گزشتہ فسادات میں کافی متاثر ہوا تھا انھوں نے صاف کہا کہ:

"وہ ۸ ستمبر کو اس یاترا کو نکالنے کے بعد یہ بتاسکیں گے کہ ریاست کے لوگوں کو قاتل اور ڈاکو کہنے والوں کو کرارا جواب دیا جاسکے۔"

اسی ضلع کے ایک دوسرے مقام پر تقریر کرتے ہوئے مودی نے انتہائی اشتعال انگیز انداز اختیار کرتے ہوئے کہا کہ:

"گورو رتھ یاترا نکالنے اور دنیا کو ریاست کے پانچ کروڑ لوگوں کی عزت و داستان سنانے کے تئیں میں پابند عہد ہوں اور یہ یاترا کانگریس اور سیکولر لوگوں کے اس پروپیگنڈہ کا جواب ہوگی جو کہہ رہے ہیں کہ گجرات کے لوگ قاتل اور ڈاکو ہیں۔"

مسٹر مودی نے بنا کسی لاگ لپیٹ اور بغیر کسی جھجک کے یہ بات صاف کردی ہے کہ وہ یہ یاترا کیوں نکالنا چاہتے ہیں۔ بات صاف ہے کہ وہ اس یاترا کے ذریعے ان لوگوں کو سزا دینا چاہتے ہیں جنھوں نے مودی کے ذریعے کرائے گئے مسلمانوں کے قتل عام پر اپنی ناراضگی ظاہر کی ہے اور جنھوں نے قتل و عصمت دری کے واقعات کا پردہ فاش کیا ہے۔

مودی کی یہ گورو رتھ یاترا کیا گل کھلائے گی اس کے بارے میں سب کچھ پہلے ہی معلوم ہے۔ گجرات جہاں ابھی تک گزشتہ تین ماہ کے قتل عام کے زخم مندمل نہیں ہوپائے ہیں اور جہاں ریاست کی لاکھوں کی تعداد میں مسلم آبادی ابھی بھی اپنے آپ کو بے سہارا محسوس کرتے ہوئے خوف و دہشت میں مبتلا ہے گجرات کا ظالم نریندر مودی اسکے اس خوف میں مزید اضافہ کرکے ایک بار پھر ریاست کو فسادات کی آگ میں جھونکنے پر آمادہ نظر آرہا ہے۔

ہندوستان کا ہر انصاف پسند شہری ہزاروں افراد کے قاتل نریندر مودی اور اس کے آقاؤں کرشن ایڈوانی سے یہ سوال کررہا ہے کہ آخر انھوں نے گجرات میں وہ کونسا کارنامہ انجام دیا ہے جس پر فخر کا اظہار کرنے کیلئے یہ قاتل ٹولہ "گورو رتھ یاترا" نکالنا چاہتا ہے۔ کیا معصوم اور بے گناہ انسانوں کا قتل کوئی قابل فخر بات ہے اور کیا عفت مآب بہو بیٹیوں کی عزت لوٹ لینا فخر کرنے کے لائق کوئی کام ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو مودی، ایڈوانی اور نائیڈو بتائیں کہ گجرات کو خون میں نہلا کر اور قوم کی بہو بیٹیوں کی عزتوں کو خاک میں ملا کر انھوں نے کونسا قابل فخر کام کیا ہے۔

قومی انسانی حقوق کمیشن کے چیئرمین مسٹر جے ایس ورما کا یہ سوال بھی انتہائی اہم ہے کہ کیا مودی یہ یاترا نکال کر ملک میں خانہ جنگی جیسی صورت حال پیدا کرنا چاہتے ہیں؟ یہ سوال اس لیے بھی اہم ہے کہ اگر مودی اور ان کا قاتل ٹولہ اپنی ان خطرناک حرکتوں سے باز نہ آیا تو دوسرے امن پسند اور سیکولر شہری بھی بہت زیادہ دنوں تک ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے نہیں رہ سکیں گے۔

اب یہ بات کوئی راز نہیں رہ گئی ہے کہ مودی اور بی جے پی کا اس یاترا کو نکالنے کا مقصد ریاست میں پارٹی کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو پار لگانے کے لیے ریاست کے ووٹروں کو مذہب کی بنیاد پر تقسیم کرکے ریاست میں ہندو ووٹ بینک کو مستحکم بنانا ہے۔ اسی مقصد کے حصول کے لیے انھوں نے ریاست گیر فسادات کرائے جو مسلسل تین ماہ تک چلتے رہے اور جن میں ایک ہزار سے زائد مسلمانوں کو اپنی قیمتی جانوں سے ہاتھ دھونا پڑا۔ لاکھوں لوگ راحتی کیمپوں میں زندگی گزارنے پر مجبور کردیے گئے اور اربوں روپے کی قیمتی جائیدادیں تباہ و برباد کردی گئیں۔ مسٹر مودی اور ان کے قاتل ٹولہ کو امید تھی کہ اس سے ہندو ووٹ بینک کے استحکام کا ان کا کام پورا ہوجائے گا۔ اسی بھرم میں انھوں نے وقت سے پہلے اسمبلی تحلیل کرکے انتخابات کا پروگرام بھی بنالیا مگر افسوس کہ الیکشن کمیشن نے مودی اینڈ کمپنی کے کیے دھرے پر پانی پھیر دیا اور اب چونکہ یہ معاملہ رائے جاننے کے لیے صدر جمہوریہ کی طرف سے سپریم کورٹ بھیج دیا گیا ہے اس لیے ابھی بہت جلدی انتخابات کا امکان نہیں رہ گیا ہے۔ سپریم کورٹ نے بھی ایسے ہی اشارے دیے ہیں، اس لیے اب مودی کو یہ غم ستائے جا رہا ہے کہ جوں جوں گجرات کے لوگوں کو ماضی کے حالات پر غور کرنے کا موقع ملے گا وہ مودی اور ان کے ٹولے کی مکاری کو سمجھنے میں دیر نہیں لگائیں گے۔ اس لیے کہ مودی کو یہ بات بہت اچھی طرح معلوم ہے کہ گجرات امن پسند اور تجارتی ذہن رکھتا ہے، اسے دنگے فساد اور بدامنی سے فطری نفرت ہے۔ گجرات کے کچھ لوگ مودی اور اس کی فرقہ پرست ٹولی کے بہکاوے میں آکر اپنی راہ سے بھٹک گئے مگر آج جب انھیں سوچنے لگے ہوں اس افراتفری کے دوران اپنے معاشی نقصان کا احساس ہورہا ہے تو وہ اب اپنی ان حرکتوں پر شرمندہ ہورہے ہیں۔ مسٹر مودی یہی چاہتے ہیں کہ گجرات کے فطری طور پر امن پسند عوام کو سوچنے کا موقع نہ دیا جائے اور انھیں فرقہ وارانہ ہیجان میں مبتلا رکھ کر اپنا الو سیدھا کرلیا جائے۔ جن علاقوں میں نفرت و تعصب کی آگ فرقہ وارانہ فسادات کے دوران نہیں پھیل سکی تھی ان کا احاطہ گورو یاترا کے دوران کرلیا جائے۔

یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ مودی اینڈ کمپنی کھلے عام اپنے ارادوں کا اظہار کر رہی ہے مگر ہماری مرکزی حکومت ہے جس کے وزیر اعظم راج دھرم اپنانے کی بات بھی کرتے رہے ہیں، وہ راج دھرم تو اپنا کر مذہب کے نام پر مودی کو ایک بار پھر خون کی ہولی کھیلنے کا موقع مہیا کرا رہی ہے۔ کیا ہماری وزارت داخلہ یہ نہیں جانتی کہ ملک میں جب جب بھی سنگھ پریوار کی کسی تنظیم کی طرف سے کوئی یاترا نکالی گئی ہے ملک نے آگ اور خون کا کھلے عام کھیل دیکھا

باقی صفحہ ۲ پر

گورو یاترا رد نہ کی گئی تو اس کے جواب میں دھتکار یاترا نکالی جائے گی

ناظم عمومی جمعیۃ علماء ہند مولانا سید محمود مدنی کا اعلان

[illegible]

بحر الکاہل کا ایک ترقی یافتہ ملک

نیوزی لینڈ

جہاں مسلمانوں کو ہر طرح کی آزادی حاصل ہے

نیوزی لینڈ کو تسمان نے ۱۶۴۲ء میں دریافت کیا تھا۔ ۱۸۴۰ء میں اسے انگریزوں نے فتح کرلیا۔ اس کے بعد سے وہاں برطانوی تارکین وطن کی آمد شروع ہوگئی۔ وہاں یہ لوگ اتنی کثیر تعداد میں پہنچے کہ ۱۸۸۲ء تک ان کے مقابلے میں مقامی آبادی کل آبادی کا ۶ فیصد حصہ رہ گئی۔ ۱۹۴۷ء میں اس ملک کو انگریزی اقتدار سے آزادی نصیب ہوئی اور یہ دولت مشترکہ کا ممبر بن گیا۔ اس ملک کا کل رقبہ ۲ لاکھ ۶۸ ہزار ۶۷۶ مربع کلو میٹر ہے۔ یہ ملک دو بڑے اور کئی چھوٹے جزائر پر مشتمل ہے۔

نیوزی لینڈ پہنچنے والے اولین مسلمان تارکین وطن گجراتی تاجر تھے جو اس صدی کے آغاز میں اس ملک کے سب سے بڑے شہر آکلینڈ پہنچے، شروع شروع میں صرف مرد وہاں پہنچے اور وہاں انہوں نے دکان داری کے پیشے اپنائے۔ بعد ازاں وہ گجرات جا کر اپنے خاندانوں کو بھی نیوزی لینڈ لے آئے۔ اس طرح وہاں ایک باقاعدہ مسلم برادری وجود میں آگئی۔ ان اولین مسلمان تارکین وطن میں بھگو خاندان بڑی نمایاں حیثیت کا مالک تھا۔ ان لوگوں نے نیوزی لینڈ میں مسلمانوں کی ایک منظم برادری کے قیام کے لیے بڑی قابل قدر خدمات انجام دیں۔ ۱۹۵۰ء میں نئے تارکین وطن کی لہر وہاں پہنچی۔ ان میں سے بیشتر کا تعلق ہمسایہ ملک فجی سے تھا لیکن ان میں یوگوسلاویہ اور البانیہ کے مسلمانوں کی بھی خاصی تعداد موجود تھی۔ یہ لوگ زیادہ تر آکلینڈ اور اس کے نواحی علاقوں میں آباد ہوگئے۔ جو مسلمان تارکین وطن [illegible] نیوزی لینڈ کے دارالحکومت ولنگٹن میں آباد ہوگئے۔

یہاں مسلمانوں کی کل تعداد ۲۵ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ ان کی زیادہ تر تعداد اولین گجراتی تارکین کی اولاد ہے۔ لیکن فجی سے آنے والے تارکین وطن کی تعداد بھی روز بروز بڑھتی جارہی ہے۔ البانیہ اور یوگوسلاویہ کے مسلمانوں کے علاوہ ترکی، لبنان اور ملیشیا کے مسلمان بھی قلیل تعداد میں وہاں آباد ہیں۔ یورپی نسل نو مسلموں کی تعداد میں بھی اب تک خاصا اضافہ ہوچکا ہے۔ زیادہ تر مسلمان آکلینڈ، ولنگٹن اور کرائسٹ چرچ میں آباد ہیں۔ ان کی اکثریت مزدوروں، کاریگروں اور تاجروں پر مشتمل ہے۔ حال ہی میں اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ہنرمند مسلمان تارکین وطن کی بھی بڑی تعداد نیوزی لینڈ پہنچنا شروع ہوگئی ہے۔

۱۹۵۶ء میں نیوزی لینڈ کے مسلمانوں نے فیصلہ کیا کہ [illegible] مسلم ایسوسی ایشن قائم کرلی جائے۔ چنانچہ انہوں نے [illegible]

[illegible] نیوزی لینڈ کے تمام مسلمانوں کو متحدہ منظم کرکے ان کی برادری تشکیل دی۔ پھر انہوں نے نماز کیلئے ایک عمارت حاصل کی۔ وہاں ایک باقاعدہ امام [illegible] اسلامی تعلیمات کا درس دیا کرتا تھا۔ مسلمانوں کی انجمن نے بچوں اور بڑوں کے لیے دینی تعلیم کی ایک ویک اینڈ کلاس کا انتظام بھی کیا۔ ساتھ ہی ایک قطعہ زمین خرید کر اس پر مسجد اور اسلامک سنٹر تعمیر کرنے کا پروگرام بنایا۔ لیکن ۱۹۶۰ء میں مسلمانوں کا ایک گروپ اس انجمن سے الگ ہوگیا اور اپنی الگ انجمن قائم کرلی جو انجمن حمایت اسلام کے نام سے مشہور ہوئی۔ ۱۹۶۷ء میں ابن سعود یونیورسٹی ریاض کے ڈاکٹر عبداللہ الجبر آکلینڈ پہنچے۔ انہوں نے تمام مسلمان انجمنوں اور جماعتوں کو ترغیب دی کہ وہ نیوزی لینڈ مسلم ایسوسی ایشن میں ضم ہوجائیں اور متحد ہوجائیں۔ مسٹر لیاقت محمد بھگو اس ایسوسی ایشن کے صدر بن گئے۔ ۱۹۶۹ء میں ملیشیا کے ڈاکٹر عبدالرحمن اس ایسوسی ایشن کے صدر بنے۔ ۱۹۷۹ء کے آغاز میں ایسوسی ایشن نے آکلینڈ میں پونسن بی کے مقام پر ایک مسجد تعمیر کرائی جو نیوزی لینڈ کی سب سے بڑی مسجد شمار ہوتی ہے۔ ۱۹۶۳ء میں نیوزی لینڈ میں ایک دوسری مسلم برادری منظم ہوئی جو ولنگٹن کے مسلمانوں کی جماعت تھی۔ یہ انٹرنیشنل مسلم ایسوسی ایشن آف نیوزی لینڈ کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہ ایسوسی ایشن ولنگٹن میں مسلمانوں کی تمام دینی سرگرمیوں کا مرکز ہے۔ یہ چھوٹے پیمانے پر ایک اخبار "[illegible]" بھی نکالتی ہے۔ یہ ایسوسی ایشن ملیشیا اور انڈونیشیا کے طالب علموں کی رہنمائی میں قائم ہوئی تھی۔ کافی عرصے تک وکٹوریہ یونیورسٹی ولنگٹن کے کیمسٹری کے شعبہ کے پروفیسر ڈاکٹر عبدالمجید خان اس کے صدر رہے۔ ۱۹۸۷ء میں ان کے انتقال کے بعد اس ایسوسی ایشن میں ایک مسلم ملک کے سفارت خانے کا عمل دخل شروع ہوگیا جو اس حد تک بڑھ گیا کہ [illegible]

[illegible]

۱۹۸۰ء میں [illegible] مسلمان آباد تھے [illegible] مسلم ایسوسی ایشن قائم ہوئی۔ [illegible]

[illegible] کرائسٹ چرچ [illegible]

[illegible]

نئی دہلی۔ ۳۰ اگست ۲۰۰۲ء

۲۹ جمادی الاول مطابق ۱۰ اگست ۲۰۰۲ء کو دہلی واطراف میں مطلع شدید ابر آلود تھا جس کی وجہ سے چاند نہیں دیکھا جاسکا تھا اور کسی جگہ سے اس وقت رویت کی تصدیق نہ ہوسکی بعد میں میوات، راجستھان اور گجرات کے علاقوں سے متعدد معتبر اطلاعات ملیں کہ ۲۹ جمادی الاول ۱۰ اگست ۲۰۰۲ء کو ان علاقوں میں کثیر لوگوں نے چاند دیکھا اس لئے صدر مجلس مولانا مفتی عبدالرحمن صاحب اور مجلس ارکان نے فیصلہ کیا کہ ۲۹ کی رویت شرعاً ثابت ہوگئی ہے تاریخ تبدیل کرلی جائے، آج ۳۰ اگست جمعہ کو ۱۹ جمادی الثانی کے بجائے ۲۰ جمادی الثانی ہوگی۔

۱۰ اگست کی رویت تسلیم کرلی گئی۔

امارت شرعیہ ہند

ہفت روزہ الجمعیۃ دہلی کا دینی مدارس نمبر

دینی مدارس کیلئے سنہری موقع

دینی مدارس کے خلاف فرقہ پرست عناصر کی جاری جارحانہ مہم سے آپ بخوبی واقف ہیں۔ فرقہ پرست عناصر اور موجودہ حکومت کا منشا یہ ہے کہ مدارس کے کردار کو داغدار کرکے مسلمانوں سے ان کی پہچان چھین لی جائے۔ پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا بھی اسی مذموم مقصد میں مصروف ہے۔ مسلسل مدارس کی خاطر فرقہ پرستوں کی مدد کررہا ہے۔ اخبارات میں بھی مدارس کی اہمیت پر سوالیہ نشان لگایا جارہا ہے۔ کبھی ان کے نصاب تعلیم کو نشانہ بنایا جاتا ہے اور حد کی بات یہ ہے کہ انہیں ملکی سلامتی سے جوڑ کر آئی ایس آئی اور دہشت گردوں کے اڈے قرار دیا جانے لگا ہے۔ بعض جگہ مدارس ہیں جہاں دینی تعلیم کے ساتھ ملک و ملت کے بچے اور جانباز سپاہی تیار کیے جاتے ہیں۔ ملک کو آزاد کرانے میں ان مدارس نے جو کردار ادا کیا ہے اسے تاریخ کے صفحات سے مٹا کر دینی مدارس کے خلاف ایک غلط تاریخ رقم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

ایسے حالات میں ضروری ہوگیا ہے کہ دینی مدارس کی ضرورت و اہمیت ان کی دینی و ملی خدمات اور نصاب تعلیم وغیرہ کے موضوع پر سیر حاصل روشنی ڈالی جائے۔ اسی کیلئے ہفت روزہ "الجمعیۃ" دہلی نے اپنا ایک دستاویزی **"دینی مدارس نمبر"** نکالنے کا فیصلہ کیا ہے جو انشاء اللہ ماہ اکتوبر کے وسط تک منظر عام پر آجائے گا اور جس میں • دینی مدارس کی ضرورت و اہمیت • ان کی دینی، علمی، ملی و قومی خدمات • دینی مدارس کے نصاب تعلیم کی افادیت • اور مدارس سے متعلق دیگر موضوعات پر سیر حاصل بحث کی جائے گی۔

دینی مدارس کے ذمہ دار حضرات سے درخواست ہے کہ اس اہم دستاویزی نمبر میں اپنے مدرسہ کا تعارف فوٹو کے ساتھ بطور اشتہار ۳۰ ستمبر ۲۰۰۲ء تک دفتر الجمعیۃ کو ارسال فرماکر ممنون فرمائیں۔ یہ تعاون آپ کی طرف سے ادارہ کے لیے ایک گرانقدر عطیہ ہوگا۔

امید ہے کہ توجہ فرمائیں گے۔ جس سائز میں آپ مناسب خیال فرمائیں تفصیل کے ساتھ فوراً روانہ فرمائیں۔ طے شدہ شرح اشتہار کی رقم بھی نقد یا بذریعہ ڈرافٹ ہمراہ ارسال فرمائیں۔

ریٹ لسٹ اشتہارات

اندرون صفحات	پورا صفحہ	سائز 15x24	سینٹی میٹر	بلیک	3,000/-
" "	نصف صفحہ	سائز 15x12	سینٹی میٹر	بلیک	2,000/-
" "	چوتھائی صفحہ	سائز 8x5	سینٹی میٹر	بلیک	1,000/-
ٹائٹل کے اندرونی صفحات	پورا صفحہ	سائز 15x24	سینٹی میٹر	چارکلر	5,000/-
" "	نصف صفحہ	سائز 15x12	سینٹی میٹر	چارکلر	3,000/-
" "	چوتھائی صفحہ	سائز 8x5	سینٹی میٹر	چارکلر	2,500/-
آخری صفحہ ٹائٹل	پورا صفحہ	سائز 15x24	سینٹی میٹر	چارکلر	8,000/-
" "	نصف صفحہ	سائز 15x12	سینٹی میٹر	چارکلر	5,000/-
" "	چوتھائی صفحہ	سائز 8x5	سینٹی میٹر	چارکلر	3,000/-

رابطہ کے لئے: منیجر ہفت روزہ **الجمعیۃ**، مدنی ہال، ۱-بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی-۱۱۰۰۰۲

ہفت روزہ **الجمعیۃ** نئی دہلی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

تعلیم کو مہنگا نہیں سستا کیجئے!

تعلیم ایک ایسی ضرورت ہے جس کا دنیا کے ہر فرد کو احساس ہے۔ دنیا کے تمام ملکوں میں خواہ وہ ترقی یافتہ ہوں یا ترقی پذیر تعلیم کو تمام منصوبوں پر اولیت دی جاتی ہے۔ اقوام متحدہ بھی جو ایک بین الاقوامی تنظیم ہے تعلیم کے موضوع پر اکثر و بیشتر اپنے شریک ملکوں کو توجہ دلاتی رہتی ہے ۱۹۹۷ء کو تو غالباً اقوام متحدہ کی طرف سے تعلیم کا ہی سال منایا گیا تھا اور پوری دنیا میں تعلیم کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے لیے قومی و بین الاقوامی سطح پر سیمینار و سمپوزیم منعقد کیے گئے تھے۔

آزادی کے بعد ہندوستان میں بھی تعلیم کی یہ ضرورت تسلیم کرتے ہوئے اسے پہلے پنج سالہ منصوبہ میں انتہائی اہمیت دی گئی تھی تعلیم کے فروغ اور ترقی کے لیے تگ و دو کرنے والے روز اول سے ہی حکومت سے یہ پرزور مطالبہ کرتے رہے ہیں کہ وہ تعلیم کے لیے کل قومی بجٹ کا کم از کم دس فیصد مختص کر دے لیکن یہ بات افسوس کے ساتھ ہی نوٹ کی جائے گی کہ آج تک کسی ایک حکومت نے بھی اس مد میں ایک ڈیڑھ فیصد سے زائد رقم مخصوص نہیں کی ان حکمرانوں میں وہ بھی شامل ہیں جو اپوزیشن میں رہتے ہوئے تعلیم کی زبوں حالی اور اس کے لیے مخصوص کی جانے والی رقم کی کمی کو مسلسل نکتہ چینی اور تنقید کا نشانہ بناتے رہے ہیں جن میں آج کے ہمارے حکمراں بھی شامل ہیں۔

یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ موجودہ واجپئی حکومت نے "اصلاحات مصارف کمیشن" کی رپورٹ کا سب سے پہلا نشانہ تعلیم کے شعبہ کو بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ حکومت کے اصلاح مصارف کمیشن نے سفارش کی ہے کہ کالجوں میں تعلیمی فیس میں اضافہ کر دیا جائے جس کے مطابق اگر حکومت ان سفارشات کو نافذ کرتی ہے تو آئندہ چند سالوں میں کالجوں کی فیس میں دو سو فیصد سے لے کر تین سو فیصد تک اضافہ ہو جائے گا جس کا صاف مطلب یہ ہوگا کہ اسکولوں اور کالجوں کی پہلے سے ہی مہنگی تعلیم مزید مہنگی ہو جائے گی اور اس حد تک مہنگی ہو جائے گی کہ متوسط اور غریب لوگوں کے لیے ناقابل برداشت ہو جائے گی۔

حکومت کی وزارت فروغ انسانی وسائل نے جو اشارے دیے ہیں ان سے بھی معلوم ہوا ہے کہ حکومت کمیشن کی اس رپورٹ کو قابل توجہ محسوس کر رہی ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ وہ آئندہ سال میں تعلیمی بجٹ میں کٹوتی کا ارادہ رکھتی ہے اس نے اپنے اس ارادہ کا برملا اظہار بھی کر دیا ہے کہ وہ تعلیم کو سرکاری زمرہ سے نکال کر پرائیویٹ زمرہ کو دے دینا چاہتی ہے جہاں پہلے ہی تعلیمی اخراجات اس قدر ہیں کہ غریب آدمی انہیں برداشت ہی نہیں کر سکتا۔

ہمارے خیال میں حکومت کو اس طرف توجہ دینی چاہئے کہ ملک کا متوسط اور غریب طبقہ کو کس طرح زیور تعلیم سے آراستہ کیا جائے ظاہر ہے اصلاح مصارف کمیشن کی سفارشات کو جامۂ عمل پہنا کر اس مقصد کو حاصل نہیں کیا جا سکتا اس لیے حکومت پر لازم ہے کہ وہ اس کا کوئی متبادل تلاش کر کے اس بات کو یقینی بنائے کہ ملک کا ایک بڑا طبقہ جس کی ملک میں اکثریت ہے تعلیم سے محروم نہ رہ جائے اور اس کی ممکن صورت یہی ہو سکتی ہے کہ تعلیم کو رفاہی امور کے زمرہ میں شمار کرتے ہوئے ملک کے ہر شہری تک اس کا دائرہ وسیع کر دیا جائے۔ یہ کتنا بڑا تضاد ہے کہ ایک طرف تو تعلیم کو انسان کا بنیادی حق قرار دیا جا رہا ہے اور دوسری طرف اس کے حصول کے ذرائع کو ناممکن بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ تعلیم کی تعریف میں وسعت لانے کی ضرورت ہے۔ آج دینی مدارس اور ہندو پاٹھ شالاؤں میں جو خالص مذہبی تعلیم دی جاتی ہے تعلیم کی تعریف میں داخل نہیں ہے حالانکہ ان مذہبی اداروں سے ہر سال لاکھوں لوگ زیور تعلیم سے آراستہ ہوتے ہیں مگر حکومت کی فہرست میں وہ ناخواندہ اور جاہل ہی شمار ہوتے ہیں اس لیے اگر حکومت واقعی تعلیم کی ترقی چاہتی ہے اور اس کی خواہش ہے کہ ملک کا ہر شہری تعلیم یافتہ ہو جائے تو اسے جہاں تعلیم کو اعلیٰ تعلیم سمیت مفت کرنا ہوگا وہیں اسے مذہبی مدارس اور پاٹھ شالاؤں کو بھی تعلیمی ادارے قرار دے کر ان میں دی جانے والی تعلیم کو تعلیم کی سرکاری تعریف میں داخل کرنا ہوگا۔

تعلیم ہر شخص کا بنیادی حق ہے اور دستور میں اس کو شامل کر کے حکومت نے اپنے آپ کو اس بات کا پابند بنایا ہے کہ ہر شخص کو اس کے اس بنیادی حق کے حصول میں تعاون دے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب تعلیم جیسے اہمیت والے شعبہ کو زیادہ مقدار میں بجٹ دیا جائے تاکہ حسب ضرورت اسکول و کالج قائم کر کے تعلیم کے لیے ماحول بنایا جا سکے۔

بہرحال حکومت اصلاح مصارف کمیشن کی تعلیم سے متعلق سفارشات پر عمل کرتی ہے یا نہیں یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا مگر یہ بات طے ہے کہ اگر حکومت نے ملک و قوم کے مفاد کو سامنے رکھا تو تعلیم کو مہنگا کرنے کے بجائے سستا کرنے کا مناسب فیصلہ کرے گی ورنہ یہ ایک ایسا قدم ہوگا جو ملک کو ایک بار پھر جہالت و ناخواندگی کے غار میں دھکیل دے گا اور ہندوستان کے لیے ایک تاریک ترین دن ہوگا۔

جواہر القرآن

سورہ ہود : ۱۱

ترجمہ آیات : ۷۳-۷۸

حضرت شیخ الہندؒ

○ وہ بولے کیا تو تعجب کرتی ہے اللہ کے حکم سے اللہ کی رحمت ہے اور برکتیں تم پر اے گھر والو تحقیق اللہ ہے تعریف کیا گیا بڑائیوں والا ف۱

○ پھر جب جاتا رہا ابراہیم سے ڈر اور آئی اس کو خوشخبری جھگڑنے لگا ہم سے قوم لوط کے حق میں۔

○ البتہ ابراہیم تحمل والا نرم دل ہے رجوع رہنے والا۔

○ اے ابراہیم چھوڑ یہ خیال وہ تو آ چکا حکم تیرے رب کا اور ان پر آتا ہے عذاب جو لوٹایا نہیں جاتا ف۲

○ اور جب پہنچے ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس غمگین ہوا ان کے آنے سے اور تنگ ہوا دل میں اور بولا آج دن بڑا سخت ہے ف۳

○ اور آئی اس کے پاس قوم اس کی دوڑتی بے اختیار اور آگے سے کر رہے تھے برے کام بولا اے قوم یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں یہ پاک ہیں تم کو ان سے سو ڈرو تم اللہ سے اور مت رسوا کرو مجھ کو میرے مہمانوں میں کیا تم میں ایک مرد بھی نہیں ہے۔ نیک چلن ف۴

فوائد: ——— **علامہ شبیر احمد عثمانیؒ**

ف۱ یعنی جس گھرانے پر خدا کی اس قدر رحمتیں اور برکتیں نازل ہو رہی ہیں اور جس میں بے شمار معجزات و خوارق دیکھنے کا اتفاق ہوتا رہا ہو ان کے لیے یہ کوئی تعجب کا مقام ہے؟ ان کا تعجب کرنا ہی قابل تعجب ہے۔ [illegible] کی بشارت کی ترتیب کی جگہ خدا کی تحمید و تمجید کریں کہ سب بڑائیاں اور خوبیاں اسی کی ذات میں جمع ہیں۔ (تنبیہ) اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ نمازوں میں جو درود شریف پڑھتے ہیں اس کے اختتام میں اسی آیت سے اقتباس کیا گیا ہے۔

ف۲ یعنی ابراہیم مطمئن ہو گئے کہ یہ تو فرشتے ہیں... [illegible]

ف۳ فرشتے نہایت حسین و جمیل نوعمر لڑکوں کی شکل میں تھے... [illegible] ... مہمانوں کو بچانا مشکل ہوگا۔

ف۴ یعنی اس قوم کی ... [illegible]

ف۵ حضرت لوط نے مہمانوں کی آبرو بچانے کے لیے ہر قسم کی کوشش کی ... [illegible] ... کا مطالبہ کرنے لگے۔

میں فسادات کے دوران اگر گجرات جاتا تو ایک نیا تنازعہ اٹھ کھڑا ہوتا

کوئی صدر گورنر کو خود برخاست نہیں کرسکتا

میں نے عدلیہ میں ریزرویشن کے لئے نہیں کہا

سابق صدر جمہوریہ جناب کے آر نارائنن کا ایک اہم انٹرویو

■ حال ہی میں دستوری اداروں پر حملے کیے گئے ہیں مثال کے طور پر نریندر مودی نے گجرات میں تازہ حالات میں انتخابات نہ کرانے کے چیف الیکشن کمشنر کے فیصلے پر سخت الفاظ میں تنقید کی ہے اور کہا ہے کہ وہ بھی سونیا گاندھی کی طرح عیسائی ہیں اس لیے کانگریس کے اشارے پر کام کر رہے ہیں؟

■ مودی نے جو کہا اس کو خود ان کی پارٹی کے لوگ ہی خارج کر چکے ہیں۔

■ اہم افراد کو بھی بھول جائیے تو حالیہ دور میں سیاسی اداروں نے بھی دستوری اداروں کو نشانہ بنایا ہے اس پر آپ کیا کہیں گے؟

■ یہ بڑی بات ہے۔ یہ ادارے اقتدار پر حملہ [illegible]

■ آپ نے وزیر اعظم کو خط لکھا تھا؟

■ میں نے گجرات کے واقعات پر اپنی بے اطمینانی ظاہر کرتے ہوئے کئی خط وزیر اعظم کو لکھے تھے لیکن یہ خط کیونکہ خفیہ ہوتے ہیں اس لیے عام نہیں کیے جا سکتے۔

■ کیا انہوں نے اس پر کوئی جواب نہیں دیا؟

■ [illegible]

[illegible]

ناگپا کا اغوا

کرناٹک اور تملناڈو کی حکومتوں کی زبردست ناکامی

[illegible]

آگ کا کفن: فسادات کے پس منظر میں

[illegible]

مولوی ابوالحسنات مفتی، گوپا گنج، مئو (یوپی)

میزان

عبدالحمید نعمانی

ستی — اکثریتی سماج کے منہ پر کلنک کا ٹیکا

ہندو سماج میں ایک خاص نظریے کا حامل ایک طبقہ بڑی برق رفتاری سے نمودار ہو رہا ہے جو اکثریت کے شاندار ماضی کا ذکر کرتے ہوئے دیگر مذاہب پر اس کی برتری کا اثبات کرنے میں ہی جان سے لگا ہوا ہے۔ ابھی حال ہی میں مدھیہ پردیش کے پنا ضلع کے پٹنہ تموری گاؤں میں ستی کا ایک وحشت ناک واقعہ ہوا ہے۔ اس سے پہلے ۴ ستمبر ۱۹۸۷ء کو راجستھان کے دیورالہ میں روپ کنور کی ستی کا میڈیا میں زور و شور سے چرچا ہوا ہے۔ ابھی چند روز پہلے پھر ایک خاتون نے مدھیہ پردیش ہی میں ستی ہونے کی کوشش کی لیکن اسے پولیس نے ناکام بنا دیا۔ اس سے بے حد حیرت انگیز اور قابل توجہ بات یہ ہے کہ ملک میں جو ہندو تنظیمیں ہندوستانی تہذیب کی ترویج و اشاعت اور اس کی علمبرداری کا دعویٰ کرتی ہیں ان کی طرف سے ستی جیسے وحشت ناک اور تہذیب و انسانیت سوز واقعات و واردات پر کوئی خاص ردعمل سامنے نہیں آ رہا ہے۔ جبکہ ستی انتہائی معمولی معاملے کو لے کر وہ ملک گیر تحریک چلانے کی باتیں کرتی رہتی ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ اس پر بہت سنجیدگی سے سوچنے کی ضرورت ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ ہندو سماج میں مذہب کا کوئی واضح تصور نہیں ہے جیسا کہ جدید ہندو محققین و مورخین کی تحقیق کے مطابق ہندو تو کوئی مذہب ہی نہیں ہے بلکہ طرز حیات کا نام ہے۔ اس بات کو سپریم کورٹ نے اپنے ایک فیصلے میں بھی کہا ہے۔ اسے اکثریت کے سماج کی ایک خوبی کے طور پر پیش کیا جاتا ہے کہ ہندو تو کوئی مذہب نہیں ہے۔ گاندھی جی تک نے اسے "ینگ انڈیا" اور "ہریجن" کی اپنی متعدد تحریروں میں بیان کیا ہے۔ وہ جب اکثریت کا کوئی مذہب و دین نہیں ہے، بلکہ دھرم سے مطلب طرز حیات سے تعبیر کیا جاتا ہے تو سماج کو کسی واضح نظریے و عقیدے سے وابستہ کرنا مشکل ہی ہو جاتا ہے۔ پورے ملک میں جدا جدا طرز حیات اور تہذیب و تمدن کے حامل قبائل و اقوام کے لوگ رہتے ہیں۔ اور سب اپنے اپنے انداز میں زندگی بتانے کے لیے آزاد ہیں۔ اس ذہن نے ہندو مت کو اپنے مفادات و مقاصد کے حصول کے لیے ہر کس وناکس کو اپنے حق میں استعمال کرنے کے وسیع تر مواقع فراہم کیے ہیں اور اکثریت کے پورے سماج کو رسم و رواج اور سراپا روایتی اوہام و اعمال کا نمونہ بنا دیا ہے جس پر مذہبی عقیدت و تقدس کا رنگ چڑھا دیا گیا ہے۔ رسم ستی کے خلاف مغل دور حکومت اور انگریزی عہد میں پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ راجہ رام موہن رائے نے اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر اس کے خلاف تحریک چلائی تھی جس کے بنگال اور بعد میں پورے ملک میں خاصے اثرات مرتب ہوئے لیکن ہندوستان کے ان صوبوں میں جہاں ذات پرست ہندو رجواڑوں کا غلبہ ہے وہاں آئے دن ستی کے وحشت ناک واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ راجستھان اور مدھیہ پردیش ان ہی صوبوں میں سے ہیں۔ رسم ستی محض ایک رسم نہیں ہے بلکہ روایتی ذہنی تہذیب و تمدن کے پلنے والے علاقوں کے اکثریتی سماج میں خواتین کی حالت زار کا جیتا جاگتا نمونہ بھی ہے۔ مسلم خواتین کے ایک دو واقعات کو جن کو مسلم سماج میں ذرہ قبولیت و تائید حاصل ہے۔ نہ ہی کوئی مذہبی عقیدت و تقدس، بہانہ بنا کر پورے مسلم سماج کو دقیانوسی اور تاریک خیال ثابت و باور کرانے کی سعی کی جاتی ہے۔ ان دو ایک واقعات کو ستی جیسی وحشت ناک انسانیت سوز رسم سے کیا مقابلہ؟ کچھ حضرات یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ ستی رسم جوہر کا دوسرا نام ہے جو مسلم دور حکومت میں راجپوت خواتین مسلمانوں سے عصمت و عفت کے تحفظ کی خاطر اجتماعی یا انفرادی طور پر جان دے کر ادا کرتی تھیں بجائے اس کے کہ وہ مسلمانوں کے ہاتھوں پڑیں۔ لیکن یہ پورا سچ نہیں ہے۔ تاریخ میں کچھ راجپوت خاندانوں کے بارے میں یہ اگر ضرور ملتا ہے کہ ان کی خواتین نے اپنے آپ کو دشمن سے دور رکھنے کے واسطے رسم جوہر کے تحت اپنی جان دے کر اپنی عزت و توقیر کی حفاظت کی۔ جبکہ یہ رسم ہندوستان میں بہت قدیم عہد سے جاری ہے۔ جس کی وجہ ہے کہ آج بھی جب کہ مسلم حکومت وغیرہ کا دور دور تک کوئی نام و نشان نہیں ہے رسم ستی جاری ہے۔ مجھے یاد ہے کہ جب دیورالہ میں روپ کنور کی ستی کے خلاف ہنگامہ ہوا اور جدید تعلیم یافتہ ہندوؤں نے اس کی مذمت کی اور حکومت اور پولیس انتظامیہ کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا تو شنکر آچاریہ نسیمانند اور دیگر سنت مہا سے ایوان تک میں رسم ستی کی تائید و تحسین کی گئی۔ اس لیے یہ کہنا کہ مسلم حملہ آوروں سے اپنی عزت و عصمت کے تحفظ کے لیے راجپوت خواتین اپنی جان قربان کرتی تھیں سراسر خلاف واقعہ ہے اور حقیقت کی تکذیب ہے۔

دکھ تو یہ ہے کہ ستی اکثریت کے ظالم سماج کے خلاف بغاوت ہو اس کے بیوہ خواتین سے ذلت آمیز سلوک سے بچنے کا ایک آسان راستہ تھا۔ بیوہ خواتین سے اکثریت کے روایتی سماج میں جو سلوک روا رکھا جاتا ہے اور جس ذلت و رسوائی کا انہیں سامنا کرنا پڑتا ہے اس سے بچنے کے لیے وہ یہ انتہائی اقدام کرنے کے لیے آمادہ ہو جاتی ہیں کہ پل پل مرنے سے بہتر ہے کہ ایک بار ہی موت کو گلے لگا لیا جائے۔ اس سے شوہر کے خاندان کو بھی نجات مل جائے گی اور ستی ہونے والی بیوہ خاتون کو بھی۔ مزید یہ کہ ستی دیوی کا درجہ بھی مل جاتا ہے۔ اس کے نام پر ستی دیوی مندر کی تعمیر کی جاتی ہے۔ عقیدت مند میلہ لگا کر پوجا پاٹ کرتے ہیں۔ کمال حیرت ہے کہ جس سماج میں بیوہ خواتین سمجھ کر اس کے سایہ تک سے زندگی میں دور بھاگا جاتا ہے اس سماج کے افراد نا ستر ہو جانے کے بعد اسے قابل پرستش کیسے گنتے ہیں۔ ایک ہی ذات سے حقارت، عبادت دونوں رویے ناقابل فہم اور معقولیت سے پرے ہیں۔ اکثریت کے سماج کا یہی تضاد وہ سماجی فکری بحران کی نشاندہی کرتا ہے۔ اسی سے فرقہ پرست تنظیمیں کے سیاسی قسم کے ذمے دار توجہ ہٹانے کے لیے اپنے سماج کا رخ حقیقی بنیاد پر ملک کے دوسرے فرقوں کی طرف کر دیتے ہیں۔ ورنہ اس کے تسلسل کو جاری رکھنے کے لیے نئے نئے مفروضات کی ایجاد میں لگے رہتے ہیں لیکن ظاہر ہے کہ اس سے اپنے چہرے کی بدصورتی تو ختم نہیں ہو سکتی۔

رسم ستی واضح طور پر خواتین کے خلاف مخصوص ذہنیت کو اجاگر کرتی ہے۔ اکثریتی سماج میں خواتین کو بے وقعت کرنے پر سے دام تماشے کے خطرناک واقعات سامنے آتے رہتے ہیں۔ ہم بچپن سے سیتا رام سنتے آئے ہیں۔ اب آر ایس ایس جو دیش واد اور ہندوتو کی علمبردار و سنگھ ہے، کے اثرات سے یہ تنزل رام کا نعرہ تیزی سے پھیل رہا ہے۔ اس نعرے میں سیتا کا نام غائب کر دیا گیا ہے۔ یہ

خواتین کے تعلق سے تحقیر کے رویے کو ثابت کرتا ہے۔ رسم ستی یہ بتاتی ہے کہ مرد کے بغیر عورت کے وجود کی کوئی معنویت و افادیت نہیں ہے۔ اس لیے اسے ختم ہو جانا چاہیے۔ اس رسم اور ذہنیت کے لیے ایک مہذب سماج میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے یہ دعویٰ کرنا کہ ہماری تہذیب اور طرز حیات تمام تہذیبوں اور نظام ہائے زندگی سے برتر اور فوقیت حامل ہے انسانیت و صداقت کے ساتھ بیہودہ مذاق اور بے شرمی کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔ ◻◻

گوشۂ روزگار

اندرونی ڈیزائننگ میں بھی روزگار کے اچھے امکانات

اب بیڈ روم صرف سونے کی جگہ نہیں رہ گیا ہے اور نہ ہی ڈرائنگ روم محض مہمانوں کو بٹھانے کی جگہ۔ کمروں کی دلچسپ سجاوٹ بھی اب کافی نہیں ہے بلکہ عمارت کی ہر خالی جگہ کا بہتر استعمال بھی اب ضروری ہو گیا ہے۔ گھر کی ہر جگہ کے اندر ضروری سجاوٹ کی چاہ نے ہی انٹیریئر ڈیزائنر کے فن کو جنم دیا ہے۔ گھر ہی نہیں بلکہ دفتروں، دکانوں، ہوائی جہازوں، کاروباری کمپلیکسوں کی سجاوٹ ایسی ہو، وہ خوبصورت اور پرکشش لگیں۔ ساتھ ہی اس کو استعمال کرنے والے کو ہر طرح کی سہولت ہو وغیرہ کے لیے بھی انٹیریئر ڈیزائنر عمارت کے اندر لگائے جانے والے پردوں کے رنگ، کرسیوں کی بناوٹ، دیواروں کے رنگ سے لے کر صوفہ رکھنے کی جگہ اور دیوار کے ساتھ کیسی پینٹنگس ہونی چاہئیں، کیسے سیٹ ہونے چاہئیں یا کس طرح کا صوفہ سیٹ جس کا کم سے کم جگہ میں اچھا استعمال ہو سکے۔

کہاں ہیں روزگار کے مواقع

آج صورتحال یہ ہے کہ بڑے بڑے کاروباری اداروں، ہوٹلوں، مشہور اسٹوروں، امیروں کے گھروں، کمپنیوں، غیر ملکی بینکوں، کلب، ریسٹورینٹوں وغیرہ میں سجاوٹ کے لیے مستقل طور پر انٹیریئر ڈیزائنروں کا بھی کچھ کا تقاضا لاکھوں روپیہ میں ہے۔ انٹیریئر ڈیزائنروں کی مانگ تھیٹر اور اسٹیج کی سجاوٹ سے لے کر نمائش ڈیزائنر اور گھریلو سجاوٹ وغیرہ کے میدانوں میں بڑھی ہے۔ فیشن شو، ثقافتی پروگرام وغیرہ کیلئے انٹیریئر ڈیزائنر کو اچھی رقم ملتی ہے۔ پروگرام کی مانگ کے مطابق انٹیریئر ڈیزائنر سیٹ کی ڈیزائن کرتا ہے اور سیٹ پر لگائی جانے والی چیزوں کرسی، میز، صوفہ سیٹ وغیرہ کا تعین کرتا ہے۔ اسٹیج ڈیکوریٹر آرٹ ڈائریکٹر کے طور پر ایک انٹیریئر ڈیزائنر بڑھئی، پینٹر اور روشنی کا انتظام کرنے والے کے تعاون سے اسٹیج کی سجاوٹ کرتا ہے۔ ٹی وی پروگراموں، ثقافتی تقریبات وغیرہ میں اضافہ ہونے سے بھی انٹیریئر ڈیزائنر کی مانگ بڑھی ہے۔ ایسے میں آزادانہ طور پر کام کرتے ہوئے اس فن کو بہتر پیشہ بنایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح سے نمائش وغیرہ کو لگاتے ہوئے انٹیریئر ڈیزائنروں کی مدد لی جاتی ہے۔ ایک ہوشیار انٹیریئر ڈیزائنر کسی کمپنی کی چیزوں کو اس طرح سے رکھتا ہے کہ خریدنے والا ان کو لینے کا ارادہ کر لیتا ہے۔ اس کے علاوہ اشتہار بنانے والے اسٹوڈیو میں بھی انٹیریئر ڈیزائنر کا اہم رول ہوتا ہے۔

انٹیریئر ڈیزائننگ کا پانچ سالہ ڈپلومہ کورس ہمارے ملک میں صرف احمد آباد میں ہی دستیاب ہے۔ اس ادارے کا پتہ ہے:

اسکول آف انٹیریئر ڈیزائن،
سینٹر فار انوائرمنٹل پلاننگ اینڈ ٹیکنالوجی،
یونیورسٹی مارگ، نورنگ پورہ، احمد آباد۔

اس میں داخلے کے لیے انگریزی اور سائنس مضامین کے ساتھ کم سے کم ساٹھ فیصدی نمبروں کے ساتھ پاس ہونا ضروری ہے۔ جن امیدواروں کے دسویں میں ۶۵ فیصدی اور بارہویں میں ۵۰ فیصدی نمبر ہوں وہ بھی داخلے لے سکتے ہیں۔ کچھ دوسرے ادارے یہ ہیں:

- ویمنس پولی ٹیکنک، مہارانی باغ، نئی دہلی
- ساؤتھ دہلی پولی ٹیکنک، ساؤتھ ایکس پارٹ-۱، نئی دہلی
- پولی ٹیکنک فار ویمنس، لاجپت نگر، لیڈی شری رام کالج کے پیچھے، نئی دہلی
- انڈین انسٹی ٹیوٹ آف فیشن ٹیکنالوجی، این-۱۲، ساؤتھ ایکس-۱، نئی دہلی
- انسٹی ٹیوٹ آف انوائرمنٹل ڈیزائن، ولبھ ودیا نگر-۳۸۸۱۲۰
- انسٹی ٹیوٹ آف انٹیریئر ڈیزائن، اے-۳۶، رنگ روڈ، راجوری گارڈن، نئی دہلی-۲۷

عالم اسلام

پاکستان نے ۱۵۰ دہشت گردوں کی فہرست جاری کی

افغان ٹی وی پر مقامی زبان میں خبریں

گجرات اسمبلی انتخابات سے متعلق الیکشن کمیشن کے فیصلے پر سپریم کورٹ سے رائے طلب

سوال اگر

معروف صحافی جناب پربھاش

ملک کے لوک سنگھ پریوار کے دو

میں انتخابات ٹالنے والے الیکشن کم

اور دباؤ کے سامنے اپنے اصولوں پر ڈٹے

ہیں۔ اسلئے سنگھ پریوار چاہتا

بدنام کرکے اس کا نام

گجرات میں صدر راج بہتر متبادل ہے

راجندر سچر

جمہوریت کو ہضم نہیں کر پا رہی

عالمی خبریں

جنوبی برازیل میں گوشت خور ڈائنا سور کے باقیات

[illegible]

نیپال میں مسافر بردار طیارہ حادثہ کا شکار

[illegible]

روشنی کی رفتار کم ہو رہی ہے

[illegible]

عورت کو کاٹنے والا سانپ خود مر گیا

[illegible]

جنس کی نایاب نسل کو خطرہ

[illegible]

[illegible]

...ادی ہے تو پھر ٹھیک سے غور ہو جانے دیجئے

...نی کی خصوصی تحریر

[illegible]

> ...سمجھ چکے ہیں اور وہ گجرات
> ...کے سربراہ لنگڈوہ کے اعتماد
> ...جرأت وحدت کی تعریف کر رہے
> ...یف الیکشن کمیشن کو
> ...میں مسلا دیا جائے...

[illegible]

الیکشن کمیشن کا فیصلہ بالکل صحیح ہے

جے. وی. جی کرشنا مورتی

[illegible]

بی جے پی

پروفیسر سی. پی. بھامبھری کی ایک تجزیاتی تحریر

[illegible]

آخری دین اور آخری صحیفہ کا تاریخی کردار

تحریر: مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ

دنیا کے ہر پیغمبر نے اپنی امت کے سامنے حیرت انگیز معجزے پیش کئے ہیں، حضرت نوح کی دعا نے عالم کو غرقاب کردیا، حضرت شعیب اور حضرت لوط کی دعاؤں نے آتش افشاں پہاڑوں کے دہانوں سے آگ برسائی، حضرت موسیٰ کے معجزے نے فرعون کو مع اس کے لشکر کے غرق کردیا، عصائے موسیٰ کی کارفرمائی نے چٹانوں کی چھاتی سے پانی کا دریا بہایا۔ اور دمِ مسیح نے [illegible] اندھوں کو بینا اور کوڑھیوں کو چنگا کیا، قریب موت کے سونے والوں کو جگایا اور قبر کے مردوں کو باذن اللہ کھڑا کیا۔

یہ واقعات دنیا میں پیش آئے اور ختم ہوگئے [illegible]

[illegible]

کیا امریکہ ریزہ ریزہ ہونے والا ہے

تحریر: احسن مفتاحی

[illegible]

بقیہ: گورودرشن یاترا مدارس

[illegible]

مودی کی گورو یاترا

کیا وزیر اعظم مسٹر باجپئی کو حاشیہ پر لانے کی تیاری ہے ؟

گجرات میں صرف ۱۸ ماہ قبل وزیر اعظم کی جانب سے منسوخ کرادی گئی "گورو یاترا" کو دوبارہ جھنڈی دکھانے کا اعلان کرکے ایم وینکیا نائیڈو نے بطور بی جے پی صدر دوسرے لیڈروں بالخصوص واجپئی جی پر اپنی برتری ثابت کردی ہے اور انھوں نے ایسا کرکے وزیر اعظم کے تمام اعتراضات کو درکنار کردیا ہے۔

وینکیا نائیڈو نے نہ صرف گجرات کے وزیر اعلیٰ نریندر مودی کے ذریعے ۳ ستمبر سے نکالی جانے والی گورو یاترا کو ٹھیک بتایا ہے بلکہ اس کو ہری جھنڈی دکھا کر روانہ کرنے کا اعلان بھی کر دیا ہے۔ [illegible]

کی اور یہ کہ اس میں اپنا الگ وجود برقرار رکھنے اور سوچنے اور فیصلہ لینے کی طاقت ہے۔ واضح ہو کہ گجرات لال کرشن اڈوانی کی سیاسی زمین ہے۔ ان کی اس ریاست میں خاص دلچسپی ہے۔ ریاست کے وزیر اعلیٰ نریندر مودی پارٹی جنرل سکریٹری ارون جیٹلی سے لے کر بی جے پی صدر وینکیا نائیڈو تک [illegible]

کے غیر کے آدمی مانے جاتے ہیں۔ پارٹی کے مطابق "گورو یاترا" کو صحیح ٹھہرا کر بی جے پی صدر نے اس بات کو واضح کر دیا ہے کہ آگے بھی انتخابات پارٹی کے اپنے ایجنڈے پر ہی لڑے جائیں گے اور پارٹی میں اب اڈوانی کی ہی چلے گی جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اب ہندوتوا اور شدت پسند [illegible]

ایک مرتبہ پھر پارٹی پر حاوی ہو جائیں گے۔ حال ہی میں پارٹی نے جو بھی اقدام اٹھائے ہیں ان سے بھی صاف ہے کہ بی جے پی میں بڑھتی ہوئی گرفت کا صاف پتہ چلتا ہے۔ [illegible]

بنانے کی تیاری انھیں اقدامات میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ جس طرح پارٹی نے جموں و کشمیر کی تقسیم کی مانگ کر رہی [illegible] پارٹی پر اڈوانی کی بڑھتی ہوئی پکڑ کی تصدیق کرتا ہے۔ □□

لالو یادو کو سبق سکھانے کی مایاوتی کی خواہش

کیا پوری ہو سکے گی؟

اتر پردیش کی وزیر اعلیٰ اور بی ایس پی کی قومی نائب صدر مایاوتی کی جانب سے لالو یادو کو سبق سکھانے کی ان کی تمنا کو پورا کرنے کے لیے بہار میں ان کے وہی پارٹی لیڈر ہی جان سے کے ہونے ہیں۔ [illegible]

[illegible]

مرکزی حج کمیٹی کے خلاف دہلی ہائی کورٹ میں رٹ پٹیشن

[illegible]

کلکٹر ضلع جودھپور کو جمعیۃ علماء جودھپور کا میمورنڈم

جودھپور، ۱۶ اگست۔ آج یہاں جمعیۃ علماء راجستھان کے ایک وفد نے ضلع کلکٹر [illegible]

گجرات کے مسلمانوں کی بربادی اور جمعیۃ علماء ہند کی خدمات

رپورٹ: قاری محمد ایوب اعظمی

[illegible]

جمعیۃ علماء ضلع جودھپور کے وفد کا فساد زدہ موضع کیرو کا دورہ

[illegible]

سانحۂ ارتحال

[illegible]

اخباری نوٹس

[illegible]

[illegible]

ملک و ملت بچاؤ تحریک سے متعلق خبریں

ملک و ملت بچاؤ تحریک کی جامعی مہم مکمل، عوامی بیداری کا عمل شروع

[illegible]

مشرقی یوپی میں ملک و ملت بچاؤ تحریک کی پرجوش تیاریاں

[illegible]

اجین میں ملک و ملت بچاؤ تحریک کے لئے جوش و خروش

[illegible]

ملک و ملت بچاؤ تحریک کی تیاریاں شباب پر

[illegible]

(جاری)

فہرست ریلیف فنڈ برائے گجرات

[illegible]	21,950/-
[illegible]	3,190/-
[illegible]	11,493/-
[illegible]	2,500/-
[illegible]	12,320/-
[illegible]	5,211/-
[illegible]	1,00,000/-
[illegible]	500/-
[illegible]	100/-
[illegible]	1,265/-
[illegible]	2,000/-
[illegible]	7,570/-
[illegible]	1,750/-
[illegible]	5,000/-
[illegible]	2,100/-
[illegible]	1,500/-
[illegible]	15,000/-
[illegible]	500/-
[illegible]	7,000/-
[illegible]	1,360/-
[illegible]	1,150/-
[illegible]	25,000/-
[illegible]	20,000/-
[illegible]	825/-
[illegible]	100/-
[illegible]	5,300/-

[illegible]

(جاری)

ملک و ملت بچاؤ تحریک کے لیے تیاریاں زوروں پر

ہزاروں افراد نے عہد تا بجز گرجیل جانے کے لیے نام لکھائے

[illegible]

بقیہ: منظر پس منظر

[illegible]

ALJAMIAT (WEEKLY) NEW DELHI
Posting Date -2/3 Sep 2002
6 - 12 September 2002
R. N. I. NO. - 38985/82
Postal Registration No. - DL - 11052/ 2002

منظر پس منظر

منصور علی خاں کاردار

دینی اور مروجہ تعلیم | مدارس کی اہمیت | گجرات اور الیکشن

دینی اور مروجہ تعلیم

اخبارات میں دینی مدارس کے سلسلے میں یہ بحث گزشتہ کئی سال سے چل رہی ہے کہ مدارس میں مروج (Conventional) تعلیم بھی رائج کی جائے۔ موجودہ تعلیم کے لیے بطور خاص عصری تعلیم کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ حالانکہ یہ تعلیم بجائے خود نئے اور ابھرتے ہوئے عصری اور جدید تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں ہے۔ اسی لیے تو ہندوستانی ماہرین تعلیم اور اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے گزشتہ پچاس سال سے بھی زیادہ مدت سے ملک کے موجودہ نظام تعلیم کی اصلاح اور تبدیلی کی باتیں کر رہے ہیں، لیکن آج تک اس نظام تعلیم میں کوئی بہتر تبدیلی نہیں لا سکے۔ بس باتیں ہی باتیں ہو رہی ہیں، عمل ندارد اور کچھ نہیں ہے۔ یہ اسی Conventional تعلیم کا تو نتیجہ ہے کہ عصری تعلیم کیا جا رہا ہے کہ لاکھوں گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ بے روزگاروں کی فوج ... ملک میں بے روزگاروں کی تعداد ایک اندازہ کے مطابق پانچ کروڑ سے کم نہیں ہے۔ ان میں سے [illegible] کسی کسی اعلیٰ

سفارشیں کرانی پڑتی ہیں اور تب کہیں جاکر نوکری ملتی ہے۔ یہ وہی جانتے ہیں، جن پر بیت رہی ہے۔

جس پہ پڑتی ہے وہی سہتا ہے
ورنہ کوئی کسی کا کیا جانے

ملک کے نظام تعلیم کی اصلاح اور بہتری کے لیے ماہرین اور بہت سی انجمنوں کے تمام مشورے [illegible] کے باوجود معاملہ وہیں کا وہیں ہے۔ انگریزوں کی حکومت نے اب سے [illegible] برس پہلے اس وقت کے تقاضوں اور ضروریات کے مطابق ہندوستان میں جو نظام تعلیم رائج کیا تھا وہی آج بھی ہے، جس میں عصری تقاضوں کے مطابق کوئی بنیادی تبدیلی اور اصلاح نہیں کی گئی ہے۔ اسی فرسودہ نظام تعلیم کے طفیل آرٹس، سائنس اور کامرس کے فارغین اعلیٰ تعلیم یافتہ بے روزگاروں کی فوج کی تعداد مسلسل بڑھتی جا رہی ہے۔ ان بیچاروں کی پرسش حال کوئی نہیں کرتا اور سماج میں انہیں قبولیت حاصل نہیں، کیونکہ وہ بے روزگار ہیں۔ دینی مدارس کے فارغین کو تمام تر مسلم معاشرہ میں بہرحال کچھ مقبولیت تو حاصل ہے۔ یہ اور بات ہے کہ مسلم سماج کی جاں نثاری کے باعث ان کی مقبولیت کا معیار بھی پست ہے۔ تاہم دینی مدرسوں کے فارغین کو [illegible] سمجھا جاتا ہے ان کی ضرورت اور افادیت تسلیم کی جاتی ہے، جبکہ تمام نہاد عصری

تعلیم کے بے روزگاروں کی معیشت پر بوجھ بنے رہتے ہیں۔ ایسے میں مروجہ نظام تعلیم دینی مدارس کے لیے کیوں کر قابل تقلید ہو سکتا ہے۔ حکومت کے جو ترجمان اور ہم نوا دینی مدارس میں نام نہاد عصری تعلیم داخل کرنے کا مشورہ دیتے ہیں، وہ پہلے اپنے تعلیمی نظام کی اصلاح کریں، پھر دوسروں کو اس کی ترمیم اور اصلاح کا مشورہ دیں۔ پہلے تم اپنے گھر کی خبر لو پھر دوسروں کے معاملات سدھارنے کے لیے کہو۔

تو کار زمیں را نکو ساختی
کہ با آسماں نیز پرداختی

مدارس کی اہمیت

یہ بات بڑی عجیب اور مضحکہ خیز معلوم ہوتی ہے کہ ہندوستان میں جس مروجہ تعلیمی نظام نے پاسٹھ برس سے زیادہ عرصہ میں ملک کو بے مقصد زندگی کے سوا کچھ نہ دیا ہو، اسی کو عصری تعلیم کے طور پر اسلامی مدرسوں کے نصاب میں شامل کرنے پر زور دیا جا رہا ہے۔ بظاہر تو یہ صرف عقل کا دیوالیہ پن معلوم ہوتا ہے لیکن اس کے پس پردہ بہت گہری سازش نظر آتی ہے کہ دینی مدارس کی افادیت اور مقصدیت ختم کر دی جائے۔ جب مسلمانوں میں ان کی اہمیت ہی باقی نہیں رہے گی تو مسلم عوام خود بخود اسلامی طور طریقہ ترک کر کے

چلے جائیں گے اور اس طرح ان کو اپنے والی تہذیب اور دین و مذہب سے بیگانگی کے ماحول میں ہندو فلسفہ اور نظریات کو فروغ دینا آسان ہو جائے گا۔ اس کے لیے گزشتہ چند برسوں سے ماحول تیار کیا جا رہا ہے۔ پہلے دینی درسگاہوں میں عصری تعلیم کا شوشہ چھوڑا گیا اور یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی کہ عصری تعلیم شامل کرنے سے اسلامی مدرسوں کا معیار بہتر اور بلند ہوگا۔ جب اس پر ملک گیر پیمانے پر بحث ہوئی اور بیشتر علماء، دینی اور مسلم دانشوروں نے بھی موثر دلائل کے ساتھ اس تجویز کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تو بعد میں دینی مدارس اور مساجد کے تعمیراتی سلسلے پر پابندی عائد کرنے کی مہم چلائی گئی۔ جب وہاں بھی کامیابی نہیں ملی تو کئی دینی درسگاہوں کو آئی ایس آئی کی سرگرمیوں کا اڈہ بتایا گیا۔ یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ ان حالات میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس پر اب مدارس اور علماء دین کا رد عمل کیا ہونا چاہیے؟ اس پر کبھی مخالفت کی جانب سے حکومت کی طرف سے شروع کیا گیا ہے؟ اس کی ہاں ہاں کی مخالفت ضروری ہے کیونکہ اس میں حکومت کی نیت صاف معلوم نہیں ہوتی۔ خاص طور سے موجودہ بی جے پی سرکار کے اداروں پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ مسئلہ مسلمانوں کے دینی اور ملی تشخص کے ساتھ [illegible] اس لیے اس کے تمام پہلوؤں پر سنجیدگی اور غور و فکر کے بعد کوئی متفقہ لائحہ عمل مرتب کیا جانا چاہیے۔ وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہونا بھی ضروری ہے اور وقت کی

شناخت بھی۔ [illegible] دینی مدارس ہماری اسلامی روایات، تہذیب اور ثقافت اور دین و مذہب کے آئینہ دار ہیں ان کی بقا ... اور ان کی حفاظت ملی شناخت کے بقا پر منحصر ہے۔

گجرات اور الیکشن

گجرات میں فوراً انتخابات کرانے کی خاطر صدر راج نافذ کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ حالات اتنے خراب ہیں۔ الیکشن سے لوگوں کو مذہبی بنیادوں پر بانٹ دیا ہے۔ ان لوگوں نے فسادیوں کی پشت پناہی کی ... [illegible] ... جب تک حالات کا جائزہ لینے کے بعد الیکشن کے متعلق سوچا جا سکتا ہے۔ الیکشن نے اپنی جائزہ رپورٹ میں ... گجرات کی مودی سرکار پر ... [illegible] ... یہ ملک کے لیے اور ہندتو نظریات کے خلاف [illegible]

آسام و بہار کے سیلاب زدگان کی بھرپور امداد کیجیے۔ جمعیۃ علماء ہند کی اپیل

آسام اور بہار میں سیلاب کی تباہ کاری اور جان و مال کی بربادی جس بھاری پیمانے پر ہوئی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ سیلاب سے بڑی تعداد میں افراد متاثر ہوئے ہیں، متاثرہ علاقوں کی صورت حال بہت ہی سنگین ہے۔ بہار میں لاکھوں ایکڑ علاقے میں کھڑی فصلیں تباہ ہوگئی ہیں اور سینکڑوں افراد جان بحق ہو چکے ہیں۔ یہی حال آسام کا ہے، وہاں کے سوا اضلاع سیلاب کی زد میں آگئے ہیں، پچاس لاکھ افراد متاثر ہیں، ایک اندازے کے مطابق درجنوں افراد کی جانیں گئی ہیں، صرف دھوبڑی ضلع میں [illegible] سے زائد مواضعات متاثر ہیں، ۳۳۹۲ دیہات زیر آب ہیں، لوگوں اور مویشیوں اور بچوں کے لیے دودھ وغیرہ کی بھاری قلت ہے۔ باز آباد کاری اور متاثرہ افراد کی مدد کے لیے صرف حکومت پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا ہے اس لیے جمعیۃ علماء ہند نے اپنی تاریخی روایت کے مطابق بے گھر اور اجڑے ہوئے افراد کو راحت پہنچانے اور امدادی اشیاء کی فراہمی کا کام شروع کر دیا ہے۔

ایک خاندان کے لیے ایک وقت کی ضروری اشیاء (دال، چاول، آٹا، تیل، نمک، پیاز وغیرہ) پر ساٹھ سو روپے اور ایک معمولی رہائشی مکان پر ہزار روپے کا صرفہ آتا ہے۔

تمام اصحاب خیر و ہمدرد حضرات سے اپیل ہے کہ حسب استطاعت مصیبت زدوں کی اعانت میں حصہ لے کر عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں اور جمعیۃ کے وابستگان و احباب خصوصی توجہ سے کام لے کر حسب سابق مصیبت کی گھڑی میں متاثرین کی باز آباد کاری میں تعاون کریں۔

(۱) جمعیۃ علماء ہند، ۱ بہادر شاہ ظفر مارگ نئی دہلی ۲ فون 011- 3311455, 3317729
نوٹ: چیک اور ڈرافٹ جمعیۃ علماء ہند JAMAT ULAMA-I-HIND کے نام جاری کریں۔

جاری کردہ: شعبہ نشر و اشاعت، جمعیۃ علماء ہند، ۱ بہادر شاہ ظفر مارگ نئی دہلی ۲

جمعیۃ علماء ہند کے زیر اہتمام ملک و ملت بچاؤ تحریک ۱۵ ستمبر تک اگر مطالبات منظور نہ کیے گئے تو تحریک کی تاریخ طے کی جائے گی۔ شعبہ نشر و اشاعت ملک و ملت بچاؤ تحریک